

عبداللہؓ ابن عباس

(Abdullah ibn Abbas rza, 619-688 AD)

عبداللہؓ ابن عباس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ عبداللہ نام اور ابو العباس کنیت ہے۔ والد کا نام عباس اور آپ کی والدہ کا نام اُم الفضلؓ ہے۔ آپ مکہ کی ایک تاریخی گھاٹی "شعب ابی طالب" میں پیدا ہوئے۔ آپ کو یہ اعزاز ملا کہ پیدائش پر رسول کریمؐ نے اپنا لعاب دہن چٹایا اور آپ کے لیے دعا فرمائی کہ "اللہ اسے اچھا ذہن، دین کی سمجھ بوجھ اور تاویل کا علم عطا فرمائے"۔ بعد میں بھی مختلف موقعوں پر آنحضورؐ آپ کو یہی دعا دیا کرتے۔ عبداللہؓ کی والدہ ابتدائے اسلام ہی میں دین اسلام سے مشرف ہو چکی تھیں اس لیے ہوش سنبھالتے ہی عبداللہؓ بھی نور ایمان سے منور ہو گئے۔ آپ نہایت متین مزاج کے مالک تھے۔

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت عبداللہؓ بن عباس صرف 13 برس کے تھے۔ لیکن شعور کے ابتدائی ایام جس قدر بھی میسر آئے آپ نے اس کا ہر لمحہ آنحضرتؐ سے کچھ نہ کچھ سیکھنے میں لگایا۔ آنحضورؐ آپ کی محبوب ترین شخصیت تھی۔ چنانچہ آپ ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتے۔ آپ کے ذاتی کام کرتے۔ سفر میں بھی سائے کی طرح آنحضورؐ کے ساتھ لگے رہتے۔ یوں، صحبت نبویؐ سے آپ نے بہت کچھ سیکھا۔ البتہ باقاعدہ تعلیم آپ کو اُس وقت کے جید صحابہ کرامؓ سے حاصل ہوئی۔ چونکہ سیکھنے کا بہت شوق تھا اس لیے آپ اپنے بڑوں سے مستقل سوال کیے جاتے اور اپنی معلومات میں اضافہ کرتے۔ فطرتاً ذہین بھی تھے اس لیے آپ نے بہت جلد مروجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کر لی۔

اپنی محنت کے ساتھ ساتھ، نبیؐ کی دعاؤں کا بھی اثر تھا کہ عبداللہؓ ابن عباس بڑے ہو کر ایک بلند پایہ مدبر اور ممتاز عالم دین ہو گئے۔ آپ، مفسر قرآن اور راوی حدیث ہوئے۔ آپ سے 2660 صحیح احادیث مروی ہیں۔ آپ کی روایت کردہ تمام احادیث، امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے جمع کی ہیں۔ آپ علوم و معارف کی زندہ کتاب سمجھے جاتے تھے۔ مذہبی علوم کے علاوہ آپ کو شعر و ادب کا بھی گہرا ذوق تھا۔ آپ کی تقریریں نہایت دل نشین ہوتی تھیں، جس پر حاضرین کی زبانوں سے بے اختیار مر جبا نکل جاتا۔ حضرت عمرؓ آپ کی ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے آپ کو شیوخ بدر کی مجالس میں بٹھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "۔۔ ابن عباس ایک پختہ عمر کا ذہن رکھنے والے نوجوان ہیں۔۔"

آنحضرتؐ کے لیے عقیدت اور علم کی عظمت کا جو احساس، عبد اللہؓ ابن عباس کے دل میں تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے ساتھی سے سنی ایک حدیث کے بارے میں استفسار کرنے رسول کریمؐ کے گھر پہنچے مگر دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہ سمجھا۔ انتظار میں بیٹھے رہے جب تک کہ آپ خود سے باہر تشریف نہ لے آئے۔ آنحضرتؐ نے محسوس کر لیا کہ عبد اللہ بہت دیر سے ان کے انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہیں تو فرمایا، "او عبد اللہ! کیا بات ہے تم نے آواز دے کر مجھے کیوں نہ بلا لیا؟" آپ نے جواباً کہا "۔۔۔ میں آپ سے صرف ملنے نہیں آیا تھا بلکہ اس وقت آپ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کرنے آیا ہوں لہذا مجھے علم کے احترام میں یوں ہی انتظار کرنا چاہیے تھا۔۔۔"۔

عبد اللہؓ ابن عباس، حضرت زید بن ثابت سے عمر میں بہت چھوٹے نہ تھے لیکن علییت کے سبب ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ایک سفر میں آپ حضرت زیدؓ کے ساتھ ہوئے تو آپ ان سے نہایت خاکسرا نہ لہجہ میں بات کرتے رہے، چلتے وقت ہمیشہ ان سے پیچھے رہے۔ اس بات کو حضرت زیدؓ نے محسوس کر لیا اور آپ سے کہا "اے ابن عباس، مجھے یوں شرمندہ نہ کرو"۔ آپ نے جواب دیا "ہم پر ایک عالم کا ایسا ہی احترام لازم ہے"۔ حضرت زیدؓ نے کہا اچھا اپنا ہاتھ لاؤ۔ ابن عباسؓ نے ہاتھ بڑھایا تو حضرت زیدؓ نے اسے محبت سے چوم لیا اور کہا "اور ہم پر اہل بیت سے محبت اسی طرح واجب ہے"۔

عبد اللہؓ ابن عباس کا علم صرف آپ کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہا بلکہ آپ ہمیشہ دوسروں تک اسے پھیلاتے رہے۔ آپ کے گھر پر کُل وقت درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ، قرآن سے متعلق ہر بات کا جواب دیتے اور شریعت کا مشکل سے مشکل مسئلہ بہت سہولت سے حل کر دیا کرتے۔ آپ کی توضیحات مختصر، واضح اور منطقی ہوتیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ لوگ آپ کے گھر کو ایک جامعہ کا درجہ دیتے۔

ابن ابی شیبہؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ "ابن عباس کی شیریں بیانی اور حلاوت پر میرا بے اختیار دل چاہتا کہ ان کا سر چوم لوں"۔ ان کے ایک اور ہم عصر راوی کا بیان ہے کہ "۔۔۔ عبد اللہ ابن عباس نے ایک مرتبہ حج کے موسم میں سورۃ النور کی تفسیر اس اچھوتے انداز سے بیان کی تھی کہ اس سے بہتر نہ میرے کانوں نے سنی، نہ میری آنکھوں نے دیکھی۔ اگر اس کو فارس و روم کے لوگ سن لیتے تو پھر ان کو اسلام قبول کرنے سے کوئی چیز نہ روک سکتی تھی"۔۔۔

رُشد و ہدایت کے اس چمکتے ستارے کا سنہ 68ھ (688ء) میں دنیا سے انتقال ہو گیا۔ عبد اللہؓ ابن

عباس، طائف میں مدفون ہیں۔